انعامی بانڈز کی خرید وفروخت

مفتی محمد رفیق الحسنی

(گزشتہ سے پیوستہ)

بعض معاصر علماء نے کافر حربی سے سود لینے کے جواز اور اباحت کو حالت حرب کے ساتھ مشروط کیا ہے حالانکہ حالت حرب میں تو کافر حربی کی نہ اجازت لازم ہے اور نہ رضا ضروری ہے اور حالت حرب میں سودی لین دین کون کرتا ہے' اس وقت تو کافر حربی مباح الدم اور مباح المال ہوتے ہیں' ان کا مال مالِ غنیمت قرار پاتا ہے لہذا بعض معاصر علماء کی طرف سے حالت حرب کی شرط غلط ہے۔

• اسی طرح معاصر علماء کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ عددی اشیاء میں بھی تماثل اور تساوی ضروری ہے اور تفاضل ربا ہوگا۔ان کا استدلال لفظ حدیث شریف کے لفظ مثلاً بمثل کے ساتھ ہے۔گویا علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ربا الفضل کی جو علت بیان کی ہے (قدر اور جنس) وہ ناقص ہے علامہ سعیدی صاحب کے نزدیک مکمل علت قدر اور جنس اور تماثل ہونی چاہئے تھی۔اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کے مقابلے میں کسی نئے اجتہاد کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔آج تک علماء نے امام اعظم کے اجتہاد کی بنیاد پر عددی متقاربہ اشیاء میں تفاضل کو جائز قرار دیا اس پر بے شمار تفریعات اور جزئیات ذکر کیں۔حالانکہ حدیث مبارک کے الفاظ مثلاً بمثل ان علماء کے بھی سامنے تھے اور انہوں نے کہا کہ ربا کی علت میں تماثل کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔اور امام اعظم کے مقابل جدید قول کرنا بڑی جراءت کی بات ہے۔

نوٹ: دارالحرب اور دارالاسلام کی تعریفیں اوران کے احکام ہماری کتب خطبات رفیقیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

• ربا الفضل کی تعریف سے معلوم ہوا کہ اگر بدلین میں مالی معاوضہ نہ ہو تو زیادتی ربا نہیں ہوگی' مثلاً کسی نے دوسرے کو کہا کہ میں نے فلاں چیز آپ کو ہبہ کی۔اس شرط پر کہ تو ایک ماہ میری خدمت کرے تو یہ ہبہ جائز ہوگا' اگرچہ خدمت کرنا لازم نہیں ہوگا لیکن یہ ربا بھی نہیں ہے۔اسی طرح اگر ایک طرف

زیادتی ہولیکن زیادتی عقد میں شرط نہ ہو یا زیادتی مشروط ہولیکن متعاقدین بائع اور مشتری کے غیر کے لئے مشروط ہوتو یہ زیادتی بھی ربا نہیں ہوگی۔

الحاصل:

زیر بحث مسئلہ میں انعامی بانڈز اور روپے دونوں عددی ہیں اور مختلف اجناس سے ہیں لہذا ان کی خرید وفروخت میں ربا الفضل نہیں ہوگا۔ ربا الفضل صرف کیلی یا وزنی اشیاء میں ہوتا ہے۔

ربا الفضل اور ربا النسیہ کی تعریفوں اور بعض جزئیات کے ذکر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انعامی بانڈز کی خرید وفروخت میں نہ ربا النسیہ ہے اور نہ ربا الفضل ہے لہذا انعام کو ربا (سود) کہہ کر حرام نہیں کہا جاسکتا۔

نوٹ اور بانڈ مختلف جنس ہیں۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ انعامی بانڈ اور نوٹ دونوں ہمارے خیال کے مطابق عددی ہیں اور نوٹ اور بانڈ باہم ایک جنس نہیں ہیں۔ انعامی بانڈ اور نوٹ الگ الگ مختلف دو جنس ہیں۔ کیونکہ اختلاف جنس کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ دو چیزوں کے اگر خاص نام مختلف ہوں یا دونوں چیزوں سے مقصود مختلف ہو یا دونوں اشیاء کے اصل الگ الگ ہوں یا کسی ایک کی صفت تبدیل ہوجائے تو اس قسم کے اختلاف سے وہ دو چیزیں مختلف اجناس ہوں گی فتح القدیر میں ہے:

اختلاف جنس کی بنیاد:

اختلاف الجنس یعرب باختلاف الاسم الخاص واختلاف المقصود فالحنطة والشعیر جنسان عندنا لان افراد کل واحد منهما فی الحدیث یدل علی ذالک والثوب الهروی والمروی بسکون الراء جنسان لاختلاف الصنعة وقیام الثوب بها وکذا المروی المنسوج ببغداد وخراسان . الخ (ص ۱۲۸، ج ۶، بحر الرائق، نقلا عن فتح القدیر)

یعنی مقصود کے اختلاف یا خاص نام کے اختلاف کی وجہ سے دو چیزیں مختلف جنس ہوں گی لہذا گندم اور جو مختلف جنس ہیں کیونکہ حدیث شریف ہر ایک کے الگ جنس ہونے پر دلالت کرتی ہے، دونوں کا الگ الگ ذکر ہے، ہروی کپڑا اور مروی کپڑا کا قیام صنعت کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح

مروی بغداد اور خراسان میں بنائے گئے کپڑے مختلف جنس ہوں گے کیونکہ نفس کپڑا میں تو دونوں مشترک ہیں لیکن دونوں کا کارخانہ اور صنعت الگ الگ ہے لہذا دونوں مختلف جنس ہوں گی۔

درمختار میں ہے:

والحاصل ان الاختلاف باختلاف الاصل او المقصود اوبتبدل الصفة۔ (باب الربا، ص ۲۰۷، ج ۴)

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ جنس کا اختلاف اصل کے اختلاف کی وجہ سے ہوتا ہے یا مقصود کے اختلاف کی وجہ سے یا صفت کے تغیر وتبدل کی وجہ سے ہوتا ہے، علامہ شامی اصل کے اختلاف کی وجہ سے جنسوں کے اختلاف کی مثال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کخل الدقل مع خل العنب ولحم البقر مع لحم الضان

یعنی دقل کا سرکہ اور عنب کا کشید شدہ مشروب الگ الگ جنس ہیں۔

حالانکہ دونوں کو خل (سرکہ) کہا جاتا ہے، چونکہ ان کے اصل دقل اور عنب مختلف ہیں لہذا دونوں کے سرکے مختلف جنس ہوں گے، دنبے اور گائے کا گوشت دو مختلف جنس ہیں کیونکہ ان کے اصل مختلف ہیں۔ مقصود کی وجہ سے اختلاف جنس کی مثال اس طرح دیتے ہیں۔

کشعر المعز وصوف الغنم فان مایقصد بالشعر من الآلات غیر مایقصد بالصوف بخلاف لحمهما ولبنهما فانه جعل جنسا واحدا کمامر لعدم الاختلاف افاده فی الفتح .

یعنی بکری کے بال اور دنبے اور بھیڑ کی صوف (اون) مختلف جنس ہیں۔ بکری کے بالوں سے جو آلات مقصود ہوتے ہیں وہ صوف سے مقصود نہیں ہوتے لیکن ان دونوں جانوروں کے گوشت اور دودھ سے ایک ہی مقصود ہوتا ہے اس لئے دونوں کا گوشت اور دونوں کا دودھ ایک جنس قرار دیا گیا ہے جیسے گزر چکا کیونکہ دونوں کے گوشت اور دودھ سے مقصود میں اختلاف نہیں اور تبدل صفت کی مثال دیتے ہیں: **کالخبز مع الحنطة** یعنی پختہ روٹی الگ جنس ہے اور حنطه (گندم) الگ جنس ہے۔ دونوں کی صفت الگ الگ ہے گویا روٹی پک جانے سے الگ جنس ہوگئی حالانکہ اس کا اصل حطہ یعنی گندم ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر دو چیزوں کی اصل ایک ہو لیکن خاص خاص نام الگ الگ ہوں جیسے ہروی اور مروی کپڑا یا مقصود الگ الگ ہوں جیسے بکری اور بھیڑ کے بال یا صفت الگ الگ ہو جیسے روٹی اور گندم تو یہ مختلف جنس ہونگے۔

☆علیك بالمشیی والریاضة واجتنب الکسل والخمول واهجر الفراغ والبطالة.☆

عددی اوروزنی ہونے کی بنیادعرف ہے:

لہذاہمارے خیال میں انعامی بانڈزالگ جنس ہیں اورنوٹ الگ جنس ہیں کیونکہ ہرایک کانام الگ الگ ہے۔صفت اپنی اپنی ہے لہذایہ مختلف جنس ہیں اگرچہ دونوں کااصل ایک ہے یعنی کاغذ۔اسی طرح مختلف ممالک کی کرنسیاں بھی مختلف اجناس ہوں گی کیونکہ ہرملک کی کرنسی کاالگ نام ہےاورجس طرح نوٹ اوربانڈدونوں کی جنس مختلف ہے اسی طرح نوٹ اورانعامی بانڈعددی بھی ہیں اگرچہ ان دونوں کااصل کاغذ ہے اورعام کاغذوزنی ہے مگرنوٹ اور بانڈعددی ہیں۔کیونکہ عددی ہونے کی بناء عرف اورلوگوں کی عادت پر ہے۔لوہاوزنی ہے لیکن لوہے سے بنائی گئی تلواریں عددی ہیں اسی طرح آج کل لوہے سے بنائے گئے ریوالور،پستول اور بندوقیں عددی ہیں کیونکہ ان کی خریدوفروخت وزن کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ عدداہوتی ہے۔پلاسٹک خودوزنی ہے لیکن پلاسٹک کے برتن عددی ہیں کیونکہ وزن نہیں کیے جاتے۔الحاصل ان اشیاء کے علاوہ جن کاوزنی ہونایاکیلی ہونامنصوص ہے دوسری کیلی یاوزنی اشیاءعرف اورعادت کی وجہ سے عددی ہوسکتی ہیں۔بحرالرائق میں فتح القدیر سے منقول ہے۔

وفی فتح القدیرالوجه ان یضاف تحریم الجنس بانفراده الی السمع کماذکرناویلحق به تاثیر الکیل اوالوزن بانفراده ثم یستثنی اسلام النقودفی الموزونات بالاجماع کی لاینسداکثرابواب السلم وسائر الموزونات خلاف النقدلایجوزاسلامه فی الموزونات وان اختلاف اجناسهاکاسلام الحدیدفی قطن اوزیت فی جبن وغیرذالک اذا خرج من ان یکون وزنیابالصف الافی الذهب والفضة فلواسلم سیفافیما یوزن جازالابالحدیدلان السیف خرج من ان یکون موزوناومنعه فی الحدیدلاتحادالجنس وکذا یجوزبیع اناء من غیرالنقدین بمثله من جنسه یدابیدنحاساکان اوحدیداوان کان احدهما اثقل من الآخر(الی)وذکرالاسبیحابی جوازه قال لانهاعددیة بخلاف ماذا اسلم فلوس فی فلوس فانه لایجوزلان الجنس بانفراده یحرم النساء(۱۵)والواقع فی زماننااوزنهابدارالضرب فقط اماالتعامل فی الاسواق فبالعد(بحرالرائق،ص۱۲۹،ج)

فلوس کے متعلق منحۃ الخالق علی بحرالرائق میں علامہ شامی فرماتے ہیں:

قال فی النهروان کانت رائجة یجوز لانهم فی هذه الحالة اجریت مجری النقود حتی اوجبوا الزکوة فیها وعلیه یحمل مافی الاسبیجابی وهو یجب ان یعول علیه (حاشیہ منحۃ الخالق)

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بیع سلم کی ممنوع صورتوں میں ہی ربا النساء ہے اور ربا النساء کے لئے حرمت کی علت اتحاد جنس یا قدر متفق ہے یعنی بدلین کا ایک جیسے کیلی یا وزنی ہونا ہے۔اس بناء پر علامہ ابن ہمام مذکورہ عبارت میں فرماتے ہیں کہ صرف جنس کا بانفرادہ حرمت نساء کی علت ہونا حدیث کی وجہ سے شمار کیا جائے گا جیسے ہم نے ذکر کر دیا اور جنس پر قیاس کی وجہ سے صرف کیل یا وزن کا انفرادی طور پر مؤثر ہونا اور حرمت کی علت ہونا تسلیم کیا جائے گا پھر نقود (سونے اور چاندی کے سکے) کے ساتھ موزوں چیزوں کی وزنی چیزوں میں بیع سلم اجماع کی وجہ سے مستثنیٰ ہوگی، تا کہ بیع سلم (ادھار پر بیع) کے اکثر ابواب بند نہ ہو جائیں۔نقد یعنی دراہم ودنانیر یا فلوس کے علاوہ باقی وزنی چیزوں کی وزنی چیزوں میں بیع سلم جائز نہیں ہوگی اگر چہ ثمن اور بیع دو مختلف جنس ہوں جیسے لوہے کی بیع کپاس میں، تیل کی بیع سلم پنیر میں، کیونکہ دونوں بدل وزنی ہیں اور اگر وزنی چیز کاریگری اور صنعت کی وجہ سے وزنی نہ رہے۔عددی ہو جائے، سوائے سونے چاندی کے تو اس کی بیع سلم (ادھار کی بیع) بھی وزنی اشیاء میں جائز ہوگی اور تلوار کی ہر وزنی چیز میں بیع سلم تو جائز ہے کیونکہ صنعت اور کاریگری کی وجہ سے تلوار وزنی ہونے سے خارج ہو چکی ہے اور لوہے میں تلوار کے ساتھ ادھار والی بیع اس لئے ناجائز ہے کیونکہ دونوں تلوار اور لوہے کی جنس ایک ہے۔اسی طرح سونے چاندی کے برتنوں کے علاوہ سب برتنوں کی ایک دوسرے کے ساتھ ہم جنس کی بیع ہاتھوں ہاتھ جائز ہے۔لوہے کے برتن ہوں یا تانبے کے اگر چہ ایک زیادہ وزن والا ہو دوسرے سے (جواز عددی ہو جانے کی وجہ سے ہے) اگر عرف ہو (شاید فتح القدیر والے کے زمانہ میں یہی عرف تھا) آج کل صرف پلاسٹک کے برتن عددی ہوں گے کیونکہ باقی دھاتوں کے برتن وزن کر کے فروخت کئے جاتے ہیں۔

اگر فلوس کی بیع سلم (ادھار پر) وزنی اشیاء میں ہو تو علامہ اسبیجابی نے اس کے جواز کا قول کیا ہے اور کہا کیونکہ یہ عددی ہیں بخلاف اس کے کہ فلوس کی بیع فلوس کے معاوضہ میں ادھار پر ہو تو جائز نہیں کیونکہ جنس ایک ہے اور جنس انفرادی طور پر حرمت ادھار کی علامت ہوتی ہے۔صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں فلوس دار الضرب (سکہ بنائے جانے کی جگہ) میں تو وزن کئے جاتے

☆ جدد حياتك بتنوع اساليب معيشتك وغير من الروتين الذي نعيشه. ☆

ہیں لیکن بازاروں میں عددی ہونے کے ساتھ لوگوں کا تعامل ہے۔

بحرالفائق میں ہے اگر فلوس رائج ہوں (چونکہ وزنی نہیں رہے) ان کے ساتھ موزونات میں بیع ہوگی کیونکہ فلوس اس حالت میں نقود (درہم، دنانیر) کے قائم مقام ہیں حتی کہ ان میں زکوۃ بھی واجب ہے یہی اسبیجابی کی عبارت کا محمل اور معول علیہ ہے۔

غیر منصوص اشیاء کے عددی ہونے کی بناء عرف ہے:

فتح القدیر، بحرالرائق اور منحۃ الخالق کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ غیر منصوص اشیاء میں عددی ہونے کی بناء عرف اور تعامل پر ہے اور تغیر صفت سے وزنی اور کیلی اشیاء عددی ہوجاتی ہیں جیسے تلوار، تانبے اور لوہے کے برتن عددی ہوگئے۔ (آج کل یہ وزنی ہیں) سابقہ زمانے میں پیتل، تانبے یا سلور کے فلوس (روپے) اور ہمارے زمانے میں کاغذ کے بنائے گئے نوٹ اور انعامی بانڈز سب عددی ہیں۔ ان کے عددی ہونے پر عام لوگوں کا تعامل ہے اور عرف ہے، ہماری مذکورہ بحث سے جو امور معلوم ہوئے وہ یہ ہیں:

(۱) نوٹ اور انعامی بانڈ عددی ہیں کیلی اور وزنی نہیں۔

(۲) نوٹ اور انعامی بانڈ دو مختلف جنس ہیں ایک جنس نہیں۔

(۳) تمام ممالک کی کرنسیاں عددی ہیں، ایک ملک کی کرنسی (نوٹ) دوسرے ملک کی کرنسی سے مختلف جنس ہے۔

(۴) اگرچہ کرنسیوں کی اصل کاغذ ہے اور کاغذ وزنی ہے لیکن کاریگری اور صنعت کی وجہ سے کاغذ نوٹ ہوجانے کے بعد وزنی ہوجانے سے خارج ہوگیا اور اس کی عددیت پر عرف اور تعامل ہوگیا اور درہم ودنانیر اگرچہ وزنی ہیں لیکن وزنی اشیاء میں ان سے ادھار کی بیع خلاف قیاس جائز ہے اور ربا النسیہ نہیں ہے اور اس کے جواز پر اجماع ہے تاکہ خرید وفروخت کے اکثر ابواب بند نہ ہوجائیں جیسا کہ فتح القدیر سے ہم نے نقل کیا ہے لیکن نوٹوں سے وزنی اشیاء کی ادھار پر خرید وفروخت کے جواز پر خلاف قیاس اجماع منقول نہیں ہے لہذا۔

(۵) اگر نوٹوں کو وزنی تسلیم کیا جائے اور عددی ہونا تسلیم نہ کیا جائے جس طرح علامہ سعیدی صاحب شرح مسلم میں لکھتے ہیں تو نوٹوں کے ساتھ بیع وشراء کی تمام صورتیں وزنی اشیاء میں ادھار کے ساتھ

فاسد قرار پائیں گی' اوراس سے لازم آئے گا کہ عام دکانداروں سے لے کرامپورٹ' ایکسپورٹ کے کاروباری لوگوں تک سب لوگ سودی کاروبار کررہے ہوں' کیونکہ بڑے دکاندار سے لے کرعام دکاندارتک فروخت شدہ وزنی اشیاء عموماادھار کی ہوتی ہیں ہرماہ کے آخر میں سپلائزراپنے لئے یااپنی کمپنی کے لئے بل وصول کرتے ہیں اوراشیاء ادھار پرسپلائی کرتے ہیں یہی حال درآمدات وبرآمدات کی اشیاء کا ہے لہذا نوٹوں کووزنی تسلیم کرنے سے تمام وزنی اشیاء میں ادھار کی بیع فاسد ہوگی اور بیع فاسد کا حکم ربااورسود کا ہے۔اوراگرنوٹ وزنی قرارنہ پائیں اورعددی ہوں جیسے ہماراخیال ہے توان نوٹوں کی موزونات میں بیع سلم (ادھار پرخریدوفروخت) جائز ہوجائے گی جیسا کہ فتح القدیر میں ہے:

وسائرالموزونات خلاف النقدلایجوزاسلامه فی الموزونات وان اختلف اجناسها(الی) (ص۱۲۶'ج۶'باب الربا)

یعنی نقود (دراہم ودنانیر) کے علاوہ بقیہ وزنی اشیاء کی ادھار پربیع (بیع سلم) وزنی اشیاء میں جائزنہیں ہوگی اگرچہ ان کی اجناس مختلف ہوں۔

اوردرہم اوردینار کے ساتھ وزنی اشیاء کی خریدوفروخت بھی تعامل اورضرورت کی وجہ سے جائز ہوگی' بیع کے وقت درہم اوردینار کے عددی ہونے کااعتبار ہوگا۔لہذا نوٹوں کوبھی عددی قراردیاجائے تومذکورہ خرابیوں سے احترازہوسکتا ہے۔نیزنوٹوں کووزنی تسلیم کرنے سے وزنی اشیاء کی ادھار کی بیع فاسد ہوجانے سے لوگوں کوحرام خوراورفاسق کہنالازم آئے گا۔میرے خیال میں لوگوں کوحرام خوری کی وجہ سے فاسق قراردینے سے بہتر ہے کہ نوٹوں کوعددی تسلیم کیاجائے اوردنیامیں خریدوفروخت کے لین دین کوجائزاورحلال قراردیاجائے۔یہاں تک یہ بات ثابت ہوگئی کہ انعامی بانڈوں کی خریدوفروخت میں ربالفضل اورربالنسیہ نہیں ہے۔اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ انعامی بانڈوں کی خریدوفروخت میں قمار (جوا) بھی نہیں ہے'ہم کہتے ہیں:

بانڈوں کی خریدوفروخت میں جوانہیں ہے:

انعامی بانڈوں کے لین دین میں قمار (جوا) بھی نہیں ہے اورانعام کی رقم کوقمار سے حاصل شدہ رقم نہیں کہہ سکتے۔فقہاء کرام اورعلماء نے قماراورمیسرہ کی مختلف عبارتوں سے تعریفیں اوروضاحتیں کی ہیں جن کامال اورخلاصہ یہ ہے کہ تملیک المال علی الخطر من الطرفین جوااورقمار ہے دوافراد میں سے ہرایک

کا اپنے مال کا شرط دوسرے کو اور تعلیق اور تردد کی بنیاد پر مالک بنانا۔

مثلاً ایک شخص کسی امر میں مقابلہ کے وقت دوسرے کو کہے اگر میں نے مقابلہ میں سبقت کی تو اتنی شرح سے رقم تجھے دینا ہوگی اور اگر تو نے سبقت کی تو اتنی شرح سے رقم میں تجھے دوں گا' یہ جوا ہے۔ چونکہ جوئے میں ایک شخص کا مال بلاوجہ و بلامعاوضہ ضائع ہو جاتا ہے اور دوسرے کو بلا معاوضہ وہ مال مل جاتا ہے۔ اس لئے یہ ناجائز ہے اور اگر شرط اور تعلیق ایک طرف سے ہو تو قمار (جوا) نہیں رہے گا کیونکہ دونوں طرف سے شرط کا ہونا جوا کے لئے شرط ہے۔ مثلاً مسابقت میں ایک شخص کہے کہ اگر میں نے تجھ پر سبقت حاصل کرلی تو اتنی رقم تجھے دینا ہوگی اگر تو نے سبقت حاصل کرلی تو میں کچھ نہیں دوں گا۔ یہاں اگرچہ ایک طرف سے شرط ہے مگر جوا نہیں ہے لیکن یہ بھی صرف چار امور میں جائز ہے کیونکہ یہاں ایک جانب سے شرط ہوتی ہے اس کو قمار سے مشابہت ہے لہذا صرف چار امور میں یہ جائز ہے اور وہ چار امور یہ ہیں جن میں نص وارد ہے۔ گھوڑوں' اونٹوں اور مردوں کی دوڑ کے مقابلوں میں اور مردوں کی تیراندازی کے مقابلوں میں ایک طرف سے شرط جائز ہے اور انعام بھی حلال ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

والمسابقة بالفرس والابل والارجل والرمی جائزة یعنی گھوڑوں' اونٹوں' قدموں اور تیراندازی میں مسابقت جائز ہے۔ وحرم شرط الجعل من الجانبین لامن احدالجانبین یعنی دونوں جانب سے مال کی شرط حرام ہے ایک طرف سے حرام نہیں ہے۔

لان القمارمن القمرالذی یزدادتارةوینقص اخری وسمی القمارقمارالان کل واحدممن یجوزان یذهب ماله الی صاحبه ویجوزان یستفیدمال صاحبه فیجوزالازدیادوالنقصان فی کل واحدمنهمافصارذالک قماراوحرامابالنص ولاکذالک اذا شرط من جانب واحد. لان النقصان والزیادةلایمکن فیهماوانما فی احدهماتمکن الزیادةوفی الاخرالنقصان فلایکون مقامرة. والقیاس انه لایجوزلمافیه من تعلیق الملک علی الخطرولذالایجوزفیما عداالاربعةالمذکورة فی الکتاب کالبغل۔ (بحرالرائق' ص ۴۸۶' ج ۶)

یعنی کیونکہ قمار' قمر (چاند) سے ماخوذ ہے جو کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے تو قمار کو قمار اس لئے

☆لاتقرابعض الکتب التی تربی التشاؤم والاحباط والیاس والقنوط.☆

کہتے ہیں کیونکہ ہرایک شخص جائز رکھتا ہے کہ اس کا مال کم ہو جائے اور اس کے صاحب کو چلا جائے اور ہرایک جائز رکھتا ہے کہ اپنے صاحب کا مال جمع کرلے اور زائد حاصل کرلے۔ چونکہ ہرایک شخص زیادتی اور نقصان کے لئے مجوز ہے لہذا قمار ہو گیا اور قمار نص کے ساتھ حرام کیا گیا ہے۔ اگرایک جانب سے شرط ہو تو قمار نہیں ہے کیونکہ دونوں جانب میں زیادتی اور نقصان نہیں ہے ایک کے لئے زیادتی ہے اور دوسرے کے لئے صرف نقصان یہ مقامرۃ اور قمار نہیں ہوگا' قیاس تو یہ ہے کہ ایک جانب والی صورت بھی ناجائز ہو کیونکہ اس میں بھی ملک کو شرط پر معلق کیا گیا ہے لیکن حدیث کی وجہ سے یہ جائز ہے اسی وجہ سے شرط صرف چار چیزوں میں جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

☆مردوں' گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ میں مسابقت اور مردوں کی تیراندازی کی مسابقت کے جواز کی وجہ جوئے کا نہ ہونا اور دین اور جہاد کی تقویت کا ہونا ہے' اس لئے مسابقت اور مقابلوں کی ایسی صورتیں جن میں دین کی تقویت مقصود ہو لیکن جوا نہ ہوں جائز ہوں گی جس کی الگ مثالیں آرہی ہیں۔

قمار (جوئے) کی ذکر کردہ بحث سے واضح ہوا کہ انعامی بانڈوں کی خرید وفروخت میں خریداروں کو ملنے والا انعام قمار سے حاصل ہونے والا انعام نہیں ہے۔ کیونکہ انعامی بانڈوں میں تو انعام کسی بھی خریدار کے لئے شرط نہیں ہوتا بلکہ خرید وفروخت کی ترغیب کے لئے حکومت قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام کا اعلان کرتی ہے جس طرح بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات فروخت کرنے کے لئے انعامات کا اعلان کرتی ہیں تا کہ ان کی مصنوعات کی زیادہ سے زیادہ فروخت ہو اور یہ بالکل جائز ہے اگر کوئی شخص اپنے مال سے دو یا دو سے زائد لوگوں کے لئے گھوڑوں کی مسابقت میں کہتا ہے جو شخص سبقت لے گیا اس کے لئے اتنا انعام ہوگا یہ جائز ہے۔ اسی طرح تیراندازی کرنے والوں کے لئے کہتا ہے جس کا تیر ٹھیک ہدف پر لگا اس کے لیے اتنی رقم ہوگی۔ اس قسم کے انعامات دینے جائز ہیں' بلکہ اگر ایسے مقابلوں میں دین کی تقویت کا پہلو بھی ہو تو انعام دینے والے کو اجر ملے گا۔ مثلاً فقہاء کا کسی مسئلہ میں تنازع ہو اور تیسرا شخص یہ کہے کہ جو مصیب ہوگا اس کے لئے اتنا انعام ہوگا تو اس انعام دینے والے کو ثواب ہوگا طلباء میں تقریری اور حسن نعت وغیرہ کے مقابلوں میں انعامات جائز ہیں اور انعام دینے والوں کو ثواب ملے گا۔

دین کی تقویت کے لئے مسابقت میں انعام دینا باعث ثواب ہے:

☆تذکر ان ربك واسع المغفرة يقبل التوبة ويعفو عن عباده ويبدل السيئات حسنات. ☆

صاحب بحرالرائق کہتے ہیں کہ اسی قسم کے مقابلوں میں انعام کے جواز کا ماخذ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی وہ حدیث پاک ہے جو مجاہدین کو ترغیب دیتے وقت آپ نے فرمایا: من قتل قتیلا فله سلبه جس نے کسی کافر کو قتل کیا، مقتول کا سامان قاتل کے لئے ہوگا۔ پھر فرمایا:

ولوقال واحدمن الناس لجماعة من الفرسان اوللاثنين فمن سبق فله كذا من مال نفسه اوقال للرماةمن اصاب الهدف فله كذاجاز لانه من باب التنفيل فان كان التنفيل من بيت المال كالسلب ونحوه فما ظنك بخالص ماله.وعلى هذاالفقهاء اذا تنازعوافي المسائل وشرط للمصيب منهم جعل جاز ذالک اذا لم يكن من الجانبين على ماذكرنافي الخيل لان المعنى يجمع الكل اذا التعليم في البابين يرجع الى قوة الدين واعلاء كلمة الله(ص۴۸٦،ج٦)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر لوگوں سے کوئی ایک شخص گھوڑسواروں کی جماعت یا دو کے لیے یہ کہے کہ جس نے غلبہ اور سبقت حاصل کی اس کے لئے میرے مال سے اتنی شرح سے انعام ہوگا یا تیراندازوں سے کہا کہ جس کا نشانہ ہدف پر لگا اس کے لئے اتنی قدر انعام ہوگا تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ تنفیل کے باب سے ہے (یہاں نہ طرفین کی جانب سے شرط ہے اور نہ ایک طرف سے) لہذا جب وہ تنفیل جو کہ خالص بیت المال سے ہوتی ہے جس طرح مال مسلوب وغیرہ جائز ہے تو پھر انعام دینے والے کے خالص ذاتی مال دینے کے جواز میں تمہارا کیا خیال ہے؟ یعنی اس کے جواز میں تو کوئی شک نہیں ہونا چاہئے، اسی بناء پر فقہاء کرام جب مسائل میں اختلاف کریں تو مصیب کے لئے انعام کی شرط کرنا جائز ہے بشرطیکہ باہم طرفین کی جانب سے نہ ہو جیسا کہ ہم نے گھوڑوں (کے مقابلہ) میں ذکر کردیا ہے کیونکہ معنی اور علت سب کا ایک ہے کیونکہ دونوں ابواب میں تعلیم کا مآل اور مرجع دین کی تقویت اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

یہاں تک ثابت ہوگیا کہ انعامی بانڈوں کا انعام، قمار سے حاصل ہونے والا انعام نہیں، کیونکہ انعامی بانڈ خریدنے والوں اور فروخت کرنے والوں کی رقم کے زائد یا ناقص ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ خریدار جب چاہے بینک سے انعامی بانڈوں پر درج شدہ رقم واپس لے سکتا ہے حکومت صرف اس فنڈ میں رقم صرف کرنے کی ترغیب کے لئے انعام دیتی ہے جس میں کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ الحاصل مالی لین دین کے ناجائز ہونے کے لئے اسباب اور علل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک

بیع فاسد ہے ٗدوم: ربا الفضل (زیادتی کا سود) ہے ٗسوم: ربا النسیہ (ادھار پر زیادتی کا سود) ہے ٗچہارم: ربا القرض (قرض پر مشروط زیادتی کا سود) ہے ٗپنجم: قمار (جوا) ہے۔

ہم نے ہر ایک معاملہ کی تعریف کر کے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ بانڈوں کے کاروبار میں پانچوں امر نہیں ہیں لہٰذا انعامی بانڈوں کی خرید و فروخت جائز ہے اور ان سے حاصل ہونے والا انعام بھی جائز ہے ٗان کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

شرح صحیح مسلم علامہ سعیدی سے معاصر علماء سے اختلاف رائے:

انعامی بانڈوں کے لین دین کے متعلق ہمارا موقف بعض معاصر (دیوبندی) علماء کے مؤقف سے الگ ہے وہ اس کاروبار کو ناجائز کہتے ہیں اس لئے آخر میں ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے مولانا مودودی اور مکتبہ دیوبند کے ایک مفتی صاحب کے تحریر کردہ فتووں اور ان کے رد میں علامہ غلام رسول صاحب سعیدی کی شرح مسلم شریف سے وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے دیوبندی علماء کا رد فرمایا تا کہ اہل علم فیصلہ کر سکیں کہ کس فریق کا مؤقف صحیح ہے اور کس کا غلط ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) سابق شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ شرح صحیح مسلم شریف ٗص ۱۲۱۱ ٗج ۴ ٗپر لکھتے ہیں:

سید مودودی کا مؤقف:

انعامی بانڈز کے معاملہ میں صحیح صورت واقعہ یہ ہے کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ بھی اسی نوعیت کے قرضے ہیں جو حکومت اپنے مختلف کاموں میں لگانے کے لئے لوگوں سے لیتی ہے اور ان پر سود ادا کرتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے ہر وثیقہ دار کو اس کی دی ہوئی رقم پر فرداً فرداً سود دیا جاتا تھا ٗمگر اب جملہ رقم پر سود جمع کر کے اسے چند وثیقہ داروں کو بڑے بڑے ''انعامات'' کی شکل میں دیا جاتا ہے اور اس امر کا فیصلہ کہ یہ ''انعامات'' کن کو دیئے جائیں۔ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جاتا ہے ٗپہلے ہر وثیقہ دار کو سود کا لالچ دے کر اس سے قرض لیا جاتا تھا اب اس کے بجائے ہر ایک کو یہ لالچ دیا جاتا ہے کہ ہزاروں روپے کا انعام شاید تیرے ہی نام نکل آئے ٗاس لئے قسمت آزمائی کر لے۔

یہ صورت واقعہ صاف بتاتی ہے کہ اس میں سود بھی ہے اور روح قمار بھی ٗجو شخص یہ وثائق خریدتا ہے وہ اولاً اپنا روپیہ جان بوجھ کر ایسے کام میں قرضے کے طور پر دیتا ہے جس میں سود لگایا جاتا ہے۔ ثانیاً جس

کے نام ''انعام'' نکلتا ہے اسے دراصل وہ سود اکٹھا ہو کر ملتا ہے جو عام سودی معاملات میں فرداً فرداً ایک ایک وثیقہ دار کو دیا جاتا تھا۔ ثالثاً جو شخص بھی یہ وثیقے خریدتا ہے وہ مجرد قرض نہیں دیتا بلکہ اس لالچ میں قرض دیتا ہے کہ اسے اصل سے زائد ''انعام'' ملے گا اور یہی لالچ دے کر قرض لینے والا اس کو قرض دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لئے اس میں نیت سودی لین دین ہی کی ہوتی ہے، رابعاً جمع شدہ سود کی وہ رقم جو بصورت ''انعام'' دی جاتی ہے۔ اس کا کسی وثیقہ دار کو ملنا اسی طریقہ پر ہوتا ہے جس پر لاٹری میں لوگوں کے نام ''انعامات'' نکلا کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ لاٹری میں انعام پانے والے سے سوا باقی تمام لوگوں کے ٹکٹوں کی رقم ماری جاتی ہے اور سب کے ٹکٹوں کا روپیہ ایک انعام دار کو مل جاتا ہے، لیکن یہاں انعام پانے والوں کے سوا باقی سب وثیقہ داروں کی اصل رقم نہیں ماری جاتی بلکہ صرف وہ سود، جو سودی کاروبار کے عام قاعدے کے مطابق ہر دائن (قرض دار) کو اس کی دی ہوئی رقم قرض پر ملا کرتا ہے، انہیں ملتا بلکہ قرعہ کے ذریعے نام نکل آنے کا اتفاقی حادثہ ان سب کے حصوں کا سود ایک یا چند آدمیوں تک اس کے پہنچنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس بناء پر بعینہ قمار تو نہیں ہے مگر اس میں روح قمار ضرور ہے۔ (ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۶۳ء)..................

علماء دیوبند کا موقف:

دیوبند مکتبہ فکر سے وابستہ تمام علماء انعامی بانڈز کی خرید وفروخت کو ناجائز کہتے ہیں ان کا مؤقف یہ ہے کہ انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے حقیقتاً یہ سود کی ایک شکل ہے۔ انعامی بانڈز کے انعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے اس کی حرمت کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

بینک جب انعامی بانڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعے سے جو رقم وہ پبلک سے کھینچتا ہے، اس رقم کو بینک کسی شخص یا ادارے کو سودی قرضے پر دے دیتا ہے، اس سود سے جو رقم موصول ہوتی ہے بینک اس میں سے کچھ رقم اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی کے ذریعے ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے، جنہوں نے انعامی بانڈز لئے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم انعام سے ملتی ہے وہ حقیقتاً سود ہی کی رقم ہے اگرچہ بینک اس کو ہزار مرتبہ انعام کہے، یہ سودی رقم اس حدیث کے زمرے میں آتی ہے کہ۔

کل قرض جرنفعافهو حرام ہر وہ قرض جس کے ذریعے نفع کمایا جائے حرام ہے۔

چنانچہ اس میں بھی انعامی بانڈز خریدنے والوں کو قرعہ اندازی کے ذریعے سود کی شکل میں نفع دیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے۔ اگر اس میں یہ سوال اٹھایا جائے جیسا کہ بعض جواز کے قائل اٹھاتے ہیں 'انعامی بانڈز میں بانڈز لینے والوں کی طرف سے اس نفع کی شرط نہیں لگائی جاتی بلکہ بینک والے اسے بطور انعام کے دیتے ہیں اور فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ درج ہے کہ ''اگر مقروض بطور انعام کے قرض خواہ کو اصل قرض پر کچھ اضافہ کر کے دے تو جائز ہے۔'' لیکن یہ ایک سطحی اور بچکانہ اشکال ہے' اس لئے کہ فقہ کا ایک مشہور اصول ہے۔ ''المعروف کالمشروط '' کہ جو چیز معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔

یعنی جو چیز لوگوں میں عام رائج ہو اور پہلے سے ذہنوں میں طے شدہ ہو وہ ایسی ہے جیسے کہ زبانی شرط لگانا۔ چنانچہ اس صورت میں اگر چہ انعامی بانڈز لینے والے اس پر سود کی شرط نہیں لگاتے لیکن ہر انعامی بانڈز لینے والے کے ذہن میں یہی ہوتا ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے مجھے اصل رقم سے زائد مل جائے گی' بصورت دیگر کوئی بھی انعامی بانڈز نہ خریدے۔

ان دلائل کے علاوہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بینک انعامی بانڈز لینے والوں کی رقم کو سودی قرضہ پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعے بانڈز لینے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے تو پھر بھی انعامی بانڈز پر ملنے والا انعام جائز نہیں ہے اس لئے کہ مشارکت (partner ship) میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے جبکہ یہاں بینک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تجارتی اور شرعی اصولوں کے مطابق مشارکت کی تجارت میں جب نفع ہوتا ہے تو اس میں نفع سے ہر شریک کو اتنے فیصد ہی حصہ ملتا ہے جتنے فیصد اس نے روپیہ لگایا ہے۔ نفع کی تقسیم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعے کرنا اس میں بہتوں کے ساتھ ناانصافی ہونا یقینی بات ہے۔ لہذا انعامی بانڈز کا انعام ہر اعتبار سے حرام اور ناجائز ہے اگر چہ بینک اسے انعام ہی کہتا رہے' زہر کو اگر تریاق کہا جائے تو وہ تریاق نہیں بنتا بلکہ زہر اپنی جگہ زہر رہتا ہے۔ اگر کسی کے پاس انعامی بانڈز آ جاتے ہیں یا اس نے کسی ضرورت کی بناء پر خرید لئے ہیں اب اگر وہ ان کو قیمت خرید پر کسی کو فروخت کر دیتا ہے اور اس پر کوئی انعام یا نفع وغیرہ نہیں لیتا تو یہ جائز ہے۔

سید مودودی اور علماء دیوبند سے اختلاف رائے:

بعض علماء نے لکھا ہے جیسا کہ شیخ مزمل نے بھی نقل کیا ہے کہ یہ چیز معروف ہے کہ حکومت بانڈز خریدنے والوں کو انعام دیتی ہے اور ہر خریدنے والے کے ذہن میں انعامی بانڈز خریدتے وقت انعام ہی کا تصور ہوتا ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے ''المعروف کالمشروط'' جو چیز معروف ہو وہ مشروط کے قائم مقام ہے اس لئے اگرچہ بانڈز خریدنے والا بالفعل اصل سے زائد رقم لینے کی شرط نہیں لگاتا لیکن عرف اس کا گواہ ہے کہ وہ شرط لگا رہا ہے اس لئے بطور انعام اس کو جو رقم ملے گی وہ سود ہی ہے۔

یہ دلیل انتہائی سطحی ہے حکومت کسی خاص خریدار یا تمام خیرداروں سے سودی معاہدہ نہیں کرتی، اگر حکومت کا طریق کار یہ ہوتا کہ وہ تمام خریداروں کو اصل رقم سے کچھ زائد ادا کرتی تو پھر بانڈز خریدتے وقت خریدار شرط لگاتا یا نہ لگاتا عرف کی وجہ سے اس کی شرط تسلیم کی جاتی اور زیادتی سود ہوتی اس کی مثال یہ ہے کہ سیونگ سرٹیفکیٹ اور ڈیفنس سرٹیفکیٹ کی رقم پانچ یا سات سال میں دگنی کردی جاتی ہے اور یہ چیز معروف ہے اس لئے جو شخص بھی سیونگ یا ڈیفنس سرٹیفکیٹ خریدتا ہے وہ اس عرف کی وجہ سے پانچ یا سات سال میں رقم دگنی لینے کی شرط کے ساتھ خریدتا ہے اور وہ اصل رقم سے جس قدر زائد لے گا وہ سود ہوگی۔

اس کے برخلاف انعامی بانڈز میں ایسا نہیں ہے کہ ہر خریدنے والا اس شرط کے ساتھ بانڈز خرید رہا ہے کہ اس کو لازماً انعام ملے گا کیونکہ حکومت ہر خریدار کو انعام نہیں دیتی نہ اس کا رواج ہے اور نہ یہ عرف ہے اور جو چیز عرف نہیں ہے وہ حکماً شرط بھی نہیں بن سکتی۔ البتہ عرف یہ ہے کہ لاکھوں خریداروں میں سے چند خریداروں کو انعام ملتا ہے اور ہر خریدار انعام کی امید میں بانڈز خریدتا ہے اور ظاہر ہے انعام کی امید انعام کی شرط کے مترادف اور قائم مقام نہیں ہے اور جس خریدار کے نام کا قرعہ فال نکلتا ہے 'انعام کی امید رکھنے کے باوجود اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ اس کو انعام مل جائے گا۔ پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اس نے بانڈز خریدتے وقت اس زائد رقم کو لینے کی شرط لگائی تھی اس لئے یہ زائد رقم سود ہے' اس سے مستزاد یہ کہ انعام کی رقم صرف ایک نہیں ہے۔ پانچ سو سے لے کر پانچ لاکھ تک اور ''اب تین کروڑ تک'' چھوٹی بڑی انعام کی متعدد رقمیں ہیں اور کوئی پتہ نہیں کس کو کیا انعام ملے گا۔ خریدار کو اول تو یہ یقین نہیں ہوتا کہ اس کو انعام ملے گا (صرف انعام امیدوار کی خواہش ہوتی

ہے)پھرانعام ملنے کی تقدیر پر یہ پتہ نہیں کہ اس کوان متعددانعامات میں سے کون ساانعام ملنے والا ہے۔

فرض کیجئے کہ اس کو پانچ سوروپے کاانعام مل گیاتو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس نے انعامی بانڈزاس شرط پرخریدے تھے کہ حکومت اس کو پانچ سوروپیہ زائدادا کرے گی؟اور **المعروف کالمشروط** ''والا قاعدہ اس وقت جاری ہوتاجب یہ رواج ہوتا کہ حکومت ہرخریدارکو پانچ سوروپیہ زائد ادا کرتی (یاکم ازکم یہ کہ ہرخریدارکوکسی خاص تناسب سے زائدرقم دیتی)پھراگرخریدارشرط نہ بھی لگاناچاہے تب بھی اس عرف کی وجہ سے اس کوشرط کہاجاتا'لیکن جب ہرخریدارکوانعام نہیں ملتااورلاکھوں خریداروں میں سے جن چندافراد کوملتاہے ان کوبھی انعام کاپتہ ہوتاہے نہ یہ پتہ ہوتاہے کہ کتناانعام ملے گا'پھریہاں عرف کاکیاسوال ہے؟اہل علم سے اس قسم کی مغالطہ آفرینی بہت بعید ہے؟

انعامی بانڈزکالین دین قرض ہے یاخریدوفروخت:

سیدمودودی نے انعامی بانڈزکی خریداری کوقرض قراردیاہے یعنی حکومت عوام سے قرض لیتی ہے اوراس کاسودجمع کرکےقرعہ اندازی کے ذریعے لوگوں میں تقسیم کردیتی ہے۔یہ بات سرے سے غلط ہے'قرض میں ضروری ہے کہ ایک مدت معین کے لئے رقم لی جائے اوراگراس پرسوددیناہے تواس مدت کے بعدسوددیاجائے۔انعامی بانڈزکااول توعنوان ہی خریدوفروخت ہے قرض نہیں ہے۔دوم:اس کے لین دین میں مدت کاتعین نہیں ہوتا کہ انعامی بانڈزبھنانے کے لئے اتنی مدت تک بانڈزرکھناضروری ہے یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے اس لئے انعامی بانڈزکی خریداری کوقرض قراردیناصحیح نہیں ہے۔آدمی بغیرتعین مدت کے بانڈزخریدتاہے اورجب چاہے بغیرکسی نقصان یازیادتی کے بینک کوبانڈزواپس کرکےاپنے پیسے لے لیتاہے یہ قرض کہاں سے ہوگیا؟

کیانیت پرحکم لگاناصحیح ہے؟

سیدمودودی نے لکھاہے کہ جوشخص انعامی بانڈزخریدتاہے اس میں نیت سودی لین دین کی ہوتی ہے جبکہ حکومت یہ انعام سود کےعنوان سے نہیں دیتی اورنہ ہی اس پرسودکی تعریف صادق آتی ہے پھرتمام مسلمانوں کے بارے میں یہ کہناکہ وہ سودجیسی حرام چیزکےلین دین کی نیت کرتے ہیں ۔مسلمانوں کے بارے میں سوء ظن کے سوااورکچھ نہیں ہے۔نیت ایک مخفی چیزاورغیب ہے۔سیدمودودی کاتعلق اس مکتبہ فکر سے ہے جورسول اللہ ﷺ کے لئے بھی غیب کاعلم تسلیم نہیں

کرتا پھران تمام مسلمانوں کی نیت کے بارے میں ایسا حکم لگانا جس کا تعلق علم غیب سے ہو نہایت حیرت انگیز ہے۔

کیا بانڈز کے انعامات میں قمار کی روح ہے:

قمار کی تعریف معلوم ہونے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ انعامی بانڈز کے انعامات میں قمار بالکل نہیں ہے کیونکہ اس میں شرط بالکل نہیں ہے۔ دونوں جانبوں سے نہ ایک جانب سے بانڈز کی خریداری کے لئے کوئی شرط ہے نہ فروخت کے لئے۔ خریدنے اور بیچنے والے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کو بھی نفع یا نقصان لازم نہیں ہے۔ خریدار جتنے روپوں کے بانڈز خریدتا ہے جب چاہے اتنے روپوں میں اس کو فروخت کر دیتا ہے اور حکومت جو بانڈز پر انعام دیتی ہے وہ محض تبرع ہیں جو محض بانڈز خریدنے کی ترغیب کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ جیسے بعض کمپنیاں شربت کی بوتل کے ساتھ گلاس مفت دے دیتی ہیں۔ بعض کمپنیاں خریداری پر ڈائری اور کیلنڈر دیتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں لازم یا کسی استحقاق کا نتیجہ نہیں ہیں۔ اسی طرح حکومت خریداری کا شوق بڑھانے یا ترغیب دلانے کے لئے انعامات جاری کرتی ہے۔ اس میں کوئی شرط ہے نہ خریدنے والے کا کوئی استحقاق ہے کیونکہ یہ صرف بیع ہے، نہ قرض ہے نہ شراکت، اس لئے اس میں نہ سود کا شائبہ ہے نہ قمار کا۔

سید مودودی لکھتے ہیں جمع شدہ سود کی رہ رقم جو بصورت ''انعام'' دی جاتی ہے اس کا کسی وثیقہ دار کو ملنا اسی طریقے پر ہوتا ہے جس پر لاٹری میں لوگوں کے نام ''انعامات'' نکلا کرتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ لاٹری میں انعام پانے والے کے سوا تمام باقی لوگوں کی ٹکٹوں کی رقم ماری جاتی ہے اور سب کے ٹکٹوں کا روپیہ ایک انعام دار کو مل جاتا ہے لیکن یہاں انعام پانے والوں کے سوا باقی سب وثیقہ داروں کی اصل رقم قرض نہیں ماری جاتی بلکہ وہ صرف سود جو سودی کاروبار کے عام قاعدے کے مطابق ہر دائن کو اس کی دی ہوئی رقم قرض پر ملا کرتا ہے، انہیں نہیں ملتا، بلکہ قرعہ کے ذریعے سے نام نکل آنے کا اتفاقی حادثہ ان سب کے حصوں کا سود ایک یا چند آدمیوں تک اس کے پہنچنے کا سبب بن جاتا ہے اس بناء پر یہ بعینہ قمار تو نہیں ہے مگر اس میں روح قمار ضرور موجود ہے۔

کیا سید مودودی کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ سب کے حصوں کا سود چند آدمیوں کے بجائے اگر سب آدمیوں کو مل جائے تو پھر اس عقدے سے روح قمار مل جائے گی؟ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ یہ صرف عقد بیع ہے اس میں کسی سود یا قمار کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو یہ خدشہ ہو کہ بانڈز کی خریداری

سے جوحکومت کو پیسہ حاصل ہوتا ہے وہ تمام خریداروں کا روپیہ ہوتا ہے۔اب اگراس روپیہ سے حکومت کوتجارت کے ذریعے نفع ہوتا ہے تواس نفع کوتمام خریداروں میں تقسیم کرنا چاہئے۔صرف چندخریداروں میں قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کرنا انصاف کے خلاف ہے۔یہ خدشہ اس لئے ساقط ہے کہ خریداروں نے حکومت کے ساتھ کوئی عقد شراکت نہیں کیا۔انہوں نے صرف بانڈز کا عقد بیع کیا ہے۔بانڈز کی رقم سے اول توکوئی آمدنہیں ہوتی کیونکہ یہ رقم مختلف منصوبوں پرخرچ کی جاتی ہے ثانیاً اگر بانڈز کے پیسوں کے ذریعے حکومت کی آمدنی ہوتی ہے تواس میں کسی خریدار کا کوئی استحقاق نہیں ہے اورحکومت ترغیب اورتشریک کی خاطر محض شرعاً انعامات کی تقسیم کرتی ہے۔ (تمام شد)

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی

ہر اچھے بک اسٹال پر دستیاب ہے۔

مروجہ انشورنس کا جائز متبادل

تکافل کی شرعی حیثیت

نئی کتاب: تصنیف ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ......

ناشر ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی